# اپنے نفس اور اپنے اہل کو بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی آگ سے بچانے کی کوشش کرتے رہو

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱رفروری ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

آٹھ دس دن کی بیماری کے بعد میں آج گھر سے نکلا ہوں۔ بیماری کا فلسفہ تو اسلام نے یہ بتایا ہے کہ اِذَامَرِضۡتُ (الشعراء:۸۱) یعنی انسان خود اپنی غفلت اور بے پرواہی یا بعض دفعہ جان بوجھ کر بے احتیاطی کرنے کی وجہ سے بیمار ہو جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ شفا کے سامان پیدا کرتا ہے فَهُوَ يَشۡفِيۡنِ انسان کے ساتھ جو داعی الی الشّر لگا ہوا ہے اس کا ایک چھوٹا سا مظاہرہ یہ ہے کہ انسان بیمار ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم اور احادیث سے استدلال کر کے ہمیں یہ بتایا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ داعی الی الشّر بھی لگا ہوا ہے اور داعی الی الخیر بھی لگا ہوا ہے یعنی بعض ایسی طاقتیں ہیں جو انسان کو شر کی طرف بلاتی ہیں جو انسان کو شیطان کی طرف کھینچ کر لے جانا چاہتی ہیں اور بعض ایسی قوتیں ہیں کہ جو انسان کو خیر اور بھلائی اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی طرف لے جانا چاہتی ہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ بیماری بھی ایک چھوٹا سا شر ہے جسے داعی الی الشّر پیدا کرتا ہے اور بہت سی نیکیاں ہیں جن سے آدمی محروم ہو جاتا ہے مثلاً نماز باجماعت ہی ہے۔ اگر انسان بیمار پڑا ہو تو مسجد میں آنا اس کے لئے فرض نہیں۔ شر کے معنی ہمیں قرآن کریم سے یہ معلوم ہوتے ہیں کہ شیطان کی پیروی کرنا شر ہے اور روح القدس جو ہر انسان کی راہنمائی کے

لئے انسان کے ساتھ ہے جیسا کہ شروع میں مَیں نے کہا کہ داعی الی الخیر کی قوت بھی انسان کو عطا ہوئی ہے تو روح القدس کی ہدایت اور راہنمائی میں اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہوں کو تلاش کرنا خیر ہے۔ شر جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور خیر اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کی طرف لے جاتی ہے اور ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم: ۷)

اس میں دو حکم ہیں ایک قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اور دوسرا قُوْٓا اَهْلِيْكُمْ اول اپنے نفس کو بچاؤ نار سے اور ان چیزوں سے جو دوزخ کی طرف اور اللہ تعالیٰ کے قہر کی جہنم کی طرف لے جانے والی ہیں۔ پہلے نفس کو جہنم سے بچانے کا حکم ہے اور اسلام میں جو سب سے زیادہ ترجیح دی گئی ہے وہ اپنے نفس کو نارِ جہنم سے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے بچانے کی کوشش کو ہی دی گئی ہے۔ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اپنے نفسوں کو بچاؤ۔ دوسری جگہ فرمایا لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ (المائدۃ:۱۰۶) کہ اگر تم اپنے نفسوں کو شیطان کے حملوں سے بچا کر اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہوں کو اختیار کر کے اس کی رضا کو حاصل کر لو گے تو جو ایسا نہیں کرتے تم پر کیا فرق پڑتا ہے اُخروی زندگی میں یا اس زندگی میں، جہاں تک جنت کے حصول کا اور اللہ تعالیٰ کے پیار کے حصول کا تعلق ہے لیکن اسلام جہاں اس بات پر بہت زور دیتا ہے کہ ہر انسان سب سے پہلے اپنے نفس کا ذمہ دار ہے اور اسے یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے محفوظ رکھنے کے لئے ہر قسم کی انتہائی کوشش کرے وہاں اسلام نے ایک اجتماعی زندگی کا نقشہ بھی ہمارے سامنے کھینچا ہے اور وہ دوسرے حکم کے اندر آتا ہے کہ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ یعنی اپنے اہل کو بھی نار سے بچانے کی کوشش کرو اور جہنم سے بچانے کی کوشش کرو۔ اہل میں رشتہ در رشتہ سارے ہی بنی نوع انسان شامل ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارا باپ ایک ہے یعنی آدم۔ تم سب آدم کی نسل سے ہو۔ پس اہل کے جو وسیع معنی ہیں اس میں اجتماعی زندگی کا پورا نقشہ آ جاتا ہے۔ ہمیں یہ حکم ہے کہ اپنی اجتماعی زندگی کو بھی نار سے بچاؤ۔ شیطان کی طرف لے جانے والی کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا سب سے پہلے تعلق انسان کے نفس سے ہوتا ہے مثلاً ہوائے نفس ہے، حرص ہے، تکبر ہے، ریا ہے، دنیاداری ہے، ہوسِ مال و دولت واقتدار ہے۔ قرآن کریم کی شریعت نے ان تمام چیزوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے جو نفس واحدہ کو

یعنی انسان کے اپنے نفس کو گمراہ کرنے کے لئے ہمیں اپنی زندگی میں نظر آتی ہیں اور جن سے شیطان کام لے کر انسان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اجتماعی زندگی افراد کا مجموعہ ہے اور پھر مجموعہ خود ایک وحدت بنتی ہے۔ اجتماعی زندگی اس وحدت کا نام ہے اور اگرچہ یہ دوسرے نمبر پر ہے لیکن اس کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے اس لئے کہ نفس واحدہ کو، خود انسان کے نفس کو جو حکم دیا گیا ہے تو اس کا تعلق بھی معاشرے سے ہے۔ اگر معاشرہ ناپاک ہوگا، گندہ ہوگا، خدا سے دور ہوگا تو انسان کے لئے خود اپنے نفس کی اصلاح کے سلسلہ میں مشکلات بڑھ جائیں گی۔ دوسرے اس کو جو احکام دیئے گئے ہیں ان میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ نوعِ انسانی کو خدا تعالیٰ کی طرف لے کر آنا اور ایسا معاشرہ پیدا کرنا کہ نوعِ انسانی خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کے بعد اس مقام پر قائم رہے۔ پس یہ اجتماعی زندگی کی بھی ذمہ داری ہے اور بالواسطہ انفرادی زندگی کی بھی ذمہ داری ہے۔

اجتماعی زندگی کو شر سے اور نار سے محفوظ رکھنے کے لئے زیادہ توجہ کی، زیادہ کوشش کی اور زیادہ بیداری کی ضرورت ہے اور ضرورت ہے اس بات کی کہ اس سلسلہ میں جہاں ہم اپنے لئے دعائیں کریں وہاں اجتماعی زندگی کے لئے بھی دعاؤں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ہم یہ اعتقاد اور یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مہدی بنا کر اس زمانہ میں ان تمام بشارتوں کا حامل قرار دیا ہے جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ مہدی کے زمانہ میں امت مسلمہ میں بڑی وسعت پیدا ہوگی اور اسلام ساری دنیا میں غالب آجائے گا اور بہت بھاری اکثریت انسانوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے گی۔ یہ کام جو جماعت کے سپرد ہوا ہے یہ ایک دو دن کا نہیں یہ ایک دو سال کا نہیں۔ یہ ایک دو نسلوں کا نہیں بلکہ یہ اپنے اندر بہت وسعت رکھتا ہے۔ وسعت مکانی بھی اور وسعت زمانی بھی۔ بچے پیدا ہوتے ہیں ان کی صحیح تربیت ہونی چاہیئے اور اسلام میں نئے داخل ہونے والے ہیں ان کی صحیح تربیت ہونی چاہیئے۔ ہم تو جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے اسلام کے دائرہ سے باہر رہنے والوں میں سے کس کثرت سے لوگ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں! ہمارے پاکستان میں

رہنے والے نوجوانوں کی توجہ اس طرف کم جاتی ہے۔ افریقہ میں لاکھوں افراد ایسے ہیں جنہوں نے عیسائیت اور بت پرستی چھوڑ کر اسلام کی صداقت قبول کی اور اسلام کے نور سے ان کے سینے منور ہوئے لیکن جب وہ اسلام کو قبول کرتے ہیں تو شروع میں اپنی اپنی استعداد اور ہمت اور توجہ کے مطابق کوئی جلدی جلدی تربیت حاصل کرتا ہے اور کوئی آہستہ آہستہ تربیت حاصل کرتا ہے۔ بات کرتے ہوئے جلدی تربیت حاصل کرنے والوں کی مثال یاد آ گئی۔ ابھی چند دن ہوئے مغربی افریقہ سے ہمارے ایک مبلغ صاحب کا میرے پاس خط آیا کہ ایک عیسائی مسلمان ہوا اور چند ہفتوں کے بعد جماعت احمدیہ نے وہاں کوئی جلسہ کیا تھا اس میں اس نے تقریر کی اور اسلام کا عیسائیت سے موازنہ اس رنگ میں کیا کہ عیسائیوں کے لئے حیرت کا باعث اور جماعت کے لئے انتہائی خوشی کا باعث بنا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے عقل اور فراست اور سمجھ اور علم عطا کیا تھا اور توجہ اور محنت اور اسلام کے لئے دل میں پیار اور خدا تعالیٰ کے لئے شکر کے جذبات نے اس طرف توجہ دلائی کہ خدا تعالیٰ نے اندھیرے میں سے نکال کر مجھے نور میں داخل ہونے کی توفیق دی ہے۔ جس مذہب میں وہ پہلے تھا یعنی عیسائیت اس کے متعلق وہ پہلے سے کچھ جانتا ہوگا لیکن جس مذہب میں اور جس نور میں وہ داخل ہوا یعنی اسلام اس کے متعلق اس نے بڑی جلدی، چند ہفتوں کے اندر ہی اتنا علم حاصل کر لیا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ ہم سب کے لئے بڑی خوشی کا باعث بنا کہ وہ تقریر میں کس طرح عیسائیت اور اسلام کے درمیان موازنہ اور مقابلہ کر رہا ہے۔

بتا میں یہ رہا ہوں کہ ہماری اجتماعی زندگی کی کچھ سرحدیں تو اندرونی ہیں کہ ہمارے بچے پیدا ہوتے ہیں ہمیں ان کی طرف پوری توجہ دینی چاہئے۔ وہ بڑے ہوتے ہیں۔ جس ماحول میں سے گذر کر وہ پرورش پا رہے ہیں وہ بڑا گندا ماحول ہے۔ ہماری تعداد بہت کم ہے۔

اجتماعی زندگی کا ایک اثر فضا میں بھی پیدا ہو جاتا ہے اس قسم کی فضا تو ابھی ہم قائم نہیں کر سکتے کیونکہ ہماری تعداد کم ہے اور ہمارے وسائل کم ہیں۔ یہ تمام ہینڈی کیپس (Handicaps) ہیں، یہ تربیت کے راستے کی روکیں ہیں لیکن ان تمام اندرونی روکوں کے باوجود ہمارا فرض ہے اور ہماری کوشش ہونی چاہیئے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی نسلوں کو نسلاً بعد نسلٍ سنبھالتے چلے جائیں اور پھر بیرونی سرحدیں ہیں۔ چھوٹی سی جماعت ہے جو بڑھ

رہی ہے اور بڑھ رہی ہے کافی سُرعت کے ساتھ۔ خدا تعالیٰ سے دعا کی گئی تھی کہ اک سے ہزار ہوویں اور اب تو اِک سے ہزار ہوویں والے نہیں، اک سے لکھو کھہا ہو گئے بلکہ ایک کروڑ سے زیادہ ہو گئے۔ وہ اکیلا تھا اور ایک صدی ابھی نہیں گذری کہ کروڑ سے زیادہ ساری دنیا میں تعداد ہو چکی ہے اور جماعت پھیلی ہوئی ہے۔ اگر ایک جگہ اتنی بڑی آبادی ہوتی تو ان کے لئے اپنا صحیح اسلامی معاشرہ قائم کرنا زیادہ آسان ہو جاتا اور رستے کی روکیں کم ہوتیں لیکن اس طرح بکھرے ہوئے ہیں کہ کہیں دو تین ہی خاندان ہیں۔ کہیں ان میں کمزوری پیدا ہوتی ہے اور کہیں ان میں یہ شان نظر آتی ہے کہ افریقہ کے ایک شمال مشرقی ملک کے سربراہ مملکت مغربی افریقہ (West Africa) کے ایک ملک کے دورے پر گئے۔ وہ جس ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے اس میں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ موجود تھا۔ وہاں بڑے بڑے ہوٹلوں میں سے قریباً ہر ہوٹل میں ہر کمرے میں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ وہاں کی جماعتوں نے رکھ دیا ہے اور اس کا بڑا فائدہ ہے جس طرح کہ یہاں ہوا۔ چنانچہ سربراہ مملکت کے ساتھ جو دو چار آدمی ان کے ڈیلیگیشن کے تھے ان میں سے ایک نے قرآن کریم کا ترجمہ دیکھا اس پر ہمارے مشن کی مہر لگی ہوئی تھی اور ٹیلیفون نمبر تھا۔ انہوں نے مشن کو فون کیا کہ جماعت احمدیہ یہاں بھی قائم ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں قائم ہے اور بہت بڑی ہے۔ ان کو پتہ ہی نہیں تھا کہنے لگے کہ مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا کہ جماعت اتنی پھیل گئی ہے۔ (میں تربیت کی بات کر رہا ہوں) وہ پھر ملے جماعت کے ساتھ ان کی ملاقاتیں ہوئیں۔ وہ کہنے لگے کہ ہمارے والد احمدی ہوئے تھے۔ وہاں وہ اکیلا خاندان ہے، ان کے ارد گرد کوئی جماعت نہیں۔ شاید ایک دو خاندان اور بھی ہیں لیکن ان کا آپس میں ملاپ کوئی نہیں ہے۔ اس ملک میں اکیلا ایک شخص احمدی ہوا وہ کہتے ہیں کہ ہم کئی بھائی اور بہنیں ہیں۔ مجھے صحیح یاد نہیں ۱۹۴۰ء یا ۱۹۴۲ء میں ان کے والد کی وفات ہوئی۔ وہ صاحب کہنے لگے کہ انہوں نے ہمارے اندر احمدیت اس مضبوطی کے ساتھ قائم کر دی ہے دنیا میں خواہ کچھ ہو جائے ہم بھائی اور بہنیں احمدیت کو نہیں چھوڑ سکتے لیکن ہمارا مرکز سے کوئی تعلق نہیں۔ خصوصاً والد کی وفات کے بعد ہم بالکل اس طرح ہو گئے ہیں جس طرح کہ احمدیت سے کٹ جاتے ہیں یہ ہمارا حال ہے لیکن یہ کہ ہم احمدیت کو چھوڑ دیں اور اس کی صداقت جو ہمارے دلوں میں گڑ گئی ہے اس میں کوئی

شبہ پیدا ہو جائے یہ نہیں ہوسکتا۔ اب اس ایک شخص نے ایسے ماحول میں کہ اس ملک کا ہر دوسرا شخص اس کے خلاف تھا اپنے گھر کے افراد میں، اپنے خاندان کے افراد میں اس طرح احمدیت گاڑ دی اور اس طرح ان کی تربیت کی۔ یہ نظارہ بھی ہمیں نظر آتا ہے اور یہ ممکن ہے اگر کہیں کوئی کمزوری ہے تو وہ ہماری اپنی کمزوری ہے۔

اتنی زبردست اسلامی طاقت جو اس زمانہ میں ظاہر ہوئی ہے وہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے ظاہر ہوئی ہے۔ عیسائی بات نہیں کرتے، ڈرتے ہیں بات کرنے سے اور جو دہریہ ہیں وہ اب مجبور ہو گئے ہیں کہ ہمارے متعلق غور کریں اور سوچیں۔ ہم میں سے جو کمزور ہیں ان کو یہ خوف ہے کہ ہماری کمزوریاں احمدیت سے باہر سامنے آجائیں گی۔ بہر حال ایک چھوٹی سی جماعت ہے نہ ان کے پاس پیسہ، نہ ان کے پاس سیاسی اقتدار، نہ ان کے پاس تعداد، نہ ان کے پاس جتھہ، نہ ان کے پاس کوئی ملک، نہ ان کے پاس کوئی فوج، نہ ان کے پاس کوئی مادی ہتھیار اور نہ مادی ہتھیاروں میں ان کو کوئی دلچسپی نہ سیاست میں ان کو کوئی دلچسپی۔ آخر وہ کون سی طاقت ہے کہ ایک دنیا ڈرتی ہے کہ پتہ نہیں یہ کیا چیز ہیں۔ وہ طاقت ہے صحیح اور حقیقی اسلام کی طاقت، جس نے آپ کو زمین سے اٹھا کر آسمانوں کی رفعتوں تک پہنچا دیا ہے اور ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا پر عمل کریں۔ اس میں دو حکم ہیں کہ اپنے نفسوں کا بھی محاسبہ کرتے رہا کرو اور اپنے معاشرہ میں بھی کبھی گند کو گھسنے نہ دینا کیونکہ اس کے بغیر ہماری ذمہ داری ادا نہیں ہوسکتی۔ میں تو اس زمانے کی بات کروں گا۔ جماعت احمدیہ کی بات کروں گا۔ جو میرا عقیدہ ہے اس کی بات کروں گا۔ جماعت احمدیہ کی ذمہ داری اس کے بغیر پوری نہیں ہوسکتی۔ سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں ملک ملک میں احمدی ہو جاتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ کمیونسٹ ملکوں میں سے تین ملک ایسے ہو گئے ہیں کہ جن کے اندر اب پھر جان پیدا ہوئی ہے۔ ایک ملک تو ایسا تھا کہ جہاں احمدی ہوئے لیکن پھر ان کا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اب پھر ہو گیا ہے دوسرے دو ملک ایسے ہیں جن میں مسلمانوں میں سے پہلی دفعہ احمدی ہوئے ہیں۔ جس دن وہاں جماعت قائم ہوئی اسی وقت مطالبہ آ گیا کہ ہمارے بچوں کو سنبھالنے کے لئے ہماری زبانوں میں ہمیں قرآن کریم کا ترجمہ دو، ہمیں اسلام کی اخلاقیات پر یعنی اخلاقی تعلیم پر کتابیں دو،

اسلام کی دوسری تعلیم کے متعلق ہماری زبانوں میں ہمیں کتابیں دو اور یہ فرقان ہے جو ہمیں عطا ہوا ہے یہ میرے اور آپ کے زور سے نہیں ہوا بلکہ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں ہے کہ جو بشارتیں اس زمانہ کے متعلق آپ کو دی گئی تھیں عین ان بشارتوں کے مطابق مہدی آ گئے اور دنیا میں انقلاب عظیم کی بنیاد رکھ دی گئی ایک ایسا انقلاب، اسلام کے حق میں اور توحید خالص کو قائم کرنے کے لئے جس نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لینا ہے جیسا کہ وعدہ دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کا سچا ہے۔ ساری دنیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوگی لیکن اس کے لئے ہمیں ثواب پہنچانے کی خاطر ہم پر کچھ ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں ان ذمہ داریوں کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے ۔

خدا تعالیٰ سے دعاؤں کے ساتھ یہ توفیق حاصل کرو کہ تربیت کے اندرونی محاذ پہ بھی اور بیرونی محاذ پہ بھی تربیت کی جو ذمہ داری ہے اس کے نباہنے کی ہمیں توفیق عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہم اور ہمارے بھائی اور ہماری آنے والی نسلیں حاصل کرنے والی ہوں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۰؍مارچ ۱۹۷۷ء صفحہ ۲ تا ۴)